

قیمت سالانہ تین روپیہ آٹھ آنہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

حقیقی نور وہ ہے جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نور افشاں

ہمارا بول نور افشاں ۱۹۲۹ء ہے ضیا پاش

ایڈیٹر
پادری ایس۔ ایم۔ پال
۲۸ نکلسن روڈ
لاہور
ہر قسم کے مضامین اور خبریں وغیرہ صرف ایڈیٹر کے نام ارسال کرنا چاہئے

مینیجر
پادری ایچ۔ اے۔ ڈاٹیلی صاحب ایس۔ ٹی۔ ایم
ایمپریس روڈ۔ لاہور
ہر قسم کی خط و کتابت دربارہ تبدیلی مقام و اشتہارات و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ارسال ہونا چاہئے

جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۲۹ء | نمبر ۲

شعر و سخن

مسدس منت

(از نتیجہ فکر جناب منشی کیدار ناتھ صاحب منتؔ)

گذشتہ سے پیوستہ

جس وقت دی مسیح نے سر کو جھکا کے جاں
مقدس نے غم سے چاک کیا پردۂ کتاں
بھونچال آیا ڈر سے لرزی ہر ایک چٹاں
قبریں کھلیں تھا حشر بپا زیر آسماں
دیکھے یہ سانحات جواب صوبیدار نے
بیٹا یہ تھا خدا کا۔ لگا وہ پکارنے

اپنا بھی ہے یہ جسم مجازی ایر دسلم
ہیکل کی طرح رکھتے ہیں اسمیں دل ایک ہم
اس میں بھی کوئی پردۂ غفلت ہے بیش و کم
وہ چاک ہو گیا کہ نہیں ورنہ ہے ستم
کیسے دکھائیں چیر کے دل چاک ہو گیا
قصہ نہ زندگی کا اگر پاک ہو گیا

اے تم جو قرب و بُعد سے آئے ہو مرد و زن
کوئی تمہاری قوم ہو یا کوئی ہو وطن
مصلوب عزوہ کے جو ہو گرد حلقہ زن
کیا اُنکے ساتھ ترک کیا تم نے بھی بدن
ڈاکو تو اُنکے ساتھ گیا وہ جہاں گیا
تم بھی تو سوچو تم میں کوئی نہاں گیا

عرض یہودیوں نے پلاطس کو تب یہ دی
لاشیں صلیب پر سے اتر جائیں آج ہی
ایسا نہ ہو کہ باقی ہو کچھ ان میں جاں ابھی
جلاد ٹانگیں توڑ دیں اُن میں ہر ایک کی
چوروں کی ٹانگیں جان تھی کچھ اُن میں توڑ دیں
لیکن نہ جان تھی تو مسیحا کی چھوڑ دیں

جلاد نے تو چھوڑ دیا دیکھ بھال کر
بھالے سے پسلی چھیدی سپاہی نے خود مگر
یہ نکلا آب و خون وہاں سے بہمدگر
بے مرگ خون آب نہ ہو جوف قلب پر
ہڈی نہ توڑی جائے کوئی اسکی سچ ہوا
چھیدیں جسے وہ آنکھیں اسے یہ بھی سچ ہوا

ارمتیاس نواح میں واقع تھا ایک مقام
اس میں شخص رہتا تھا یوسف تھا جسکا نام
تھا اُسکے دل میں آپ در پردہ احترام
حاکم کے پاس جاکے کہا اُس نے وقت شام
لاش آں مسیح پاک کی ہم کو دلائی جائے
بولا وہ سیلو جان جو اس میں نہ پائی جائے

تب لاش جب سپاہیوں نے دکے تھام
جانچی کہ اس میں باقی نہیں ایک دم بھر جاں
یوسف کو دی دفن کرے با شکوہ و شان
۲۲ پہر تو گڈروں میں لیٹ مرگ بے گماں
یوسف کے ساتھ مل گیا آکر نقیدیمس
لایا کفن کے واسطے چادر نقیدیمس

لائے پچاس سیر کے اٹکل مر اور عود
خالص تھا سب بجا اول مر اور عود
دونوں نے پہلے کر لیا وہ حل مر اور عود
پھر جسم اور کفن میں دیا مل مر اور عود
ایک قبر بھی جدید تھی تیار باغ میں
مدفون ہو گیا وہ خلیل گلزار باغ میں

نور افشاں

۱۱ جنوری ۱۹۲۹ء لاہور

مولوی ثناء اللہ صاحب بھی نجات بالاعمال نہیں مانتے

(۲)

چل میرے خامہ بسم اللہ

ناظرین آپ یہ دیکھکر نہایت خوش ہونگے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے نہایت دیانتداری کے ساتھ مگر غیر متوقع طور پر میرے رسالہ کے شق اول و دوم وسوم و چہارم اور پنجم کو یعنے میرے رسالہ کے تمام دلائل کو بلا کم وکاست تسلیم کیا ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کا بہانہ ... آگے ... مجبور ہونا

چنانچہ آپ اُن تمام احادیث کے جواب میں جن سے ہم نے یہ استدلال کیا تھا کہ کوئی فرد بشر اپنے اعمال کے ذریعہ نجات حاصل نہیں کرسکتا ہے۔ بلکہ خود آنحضرت کو بھی ان کے اعمال نجات نہیں دلاسکتے ہیں۔ رقم فرماتے ہیں کہ:-

"اصل حقیقت یہ ہے کہ انسان کا خدا سے جو رشتہ ہے وہ مقتضی ہے کہ انسان دم بھر بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہو شیخ سعدی مرحوم نے گلستاں کے شروع ہی میں اس راز کو لکھا ہے کہ بر ہر نفسے دو نعمت و بر ہر نعمت شکرے واجب: اس لحاظ سے انسان کے اعمال شرعیہ بھی اصلی نجات کے لئے کافی نہیں ہوسکتے کیونکہ ان میں بھی بہت سا وقفہ مل سکتا ہے کہ انسان اپنے سانس اور کاموں میں خرچ کرے اور شکر واجب سے غافل ہوجائے یہ عارفانہ نکتہ سمجھانے کو حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی ہے۔ (صلی اللہ ورسولہ)

بے شک اعمال شرعیہ اتنی حیثیت نہیں رکھتے کہ دنیاوی نعماء کا شکر ادا ہونے کے بعد نجات اُخروی کے لئے بھی علت ہوسکیں۔ ہاں محض اس کا فضل ہی فضل ہے کہ چند لمحوں کی اطاعت کو دائمی راحت (نجات) کا موجب بنا دیا۔ یہ تشریح ہے حدیث مذکور کی کیا وجہ ہے کہ پہلے تو اعمال کے موجب نجات ہونے سے انکار کیا پیچھے اعمال کی تاکید فرمائی اس کی وجہ وہی ہے جو ہم بتا آئے ہیں۔ کہ اعمال اپنی ذاتی حیثیت سے ہرگز موجب نجات نہیں۔ مگر بیکار بھی نہیں۔"

اہلحدیث امرتسر مطبوعہ ۹ نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۳

شکر للہ کہ میاں من واو صلح فتاد کھو عیسیٰ مسیح کی جے۔

قرآن مجید نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ "جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامتہ" یعنے اے عیسیٰ میں تیرے پیروونکو قیامت کے دن تک ان لوگوں پر جو تجھ سے انکار کرتے ہیں غالب رکھونگا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں نے گذشتہ نور افشاں میں اپنے رسالہ کا (میں کیوں مسیحی ہوگیا) انقرار ذیل خلاصہ لکھا تھا کہ۔

(۱) قرآن شریف کے رُو سے نجات اعمال صالحہ پر موقوف ہے۔

(۲) ومن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ کے رو سے کوئی فرد بشر اعمال صالحہ سے نجات حاصل نہیں کرسکتا ہے۔

(۳) تمام بنی آدم گنہگار ہیں۔

(۴) احادیث صحیحہ کے رو سے اعمال صالحہ کوئی چیز نہیں ہے۔ حتیٰ کہ خود آنحضرت کو ان کے اعمال نجات نہیں دلاسکتے ہیں۔

(۵) احادیث کے رُو سے نجات صرف خدا کے رحم سے حاصل ہوسکتی ہے۔ لیکن رحم بلا مبادلہ کوئی چیز نہیں ہے

ان تمام شقوں کو تو مولوی صاحب نے اپنی عبارت بالا میں تسلیم کرلیا۔ البتہ شق سوم کے متعلق آپ نے ایک حرف بھی نہیں لکھا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو یہ بھی تسلیم ہے کہ تمام انبیاء اور باقی تمام انسان گنہگار ہیں۔ لہٰذا اب ہم میں اور مولوی صاحب میں کوئی اصولی اختلاف نہیں رہا۔ صرف آپ کو اُن دو آیتوں کی تفسیر کرنے میں ہم سے کسیقدر اختلاف ہے۔ جنکو ہم نے اپنے رسالہ میں لکھا تھا۔ وہ دو آیتیں یہ ہیں۔

(۱) "وان منکم الا واردھا کان علےٰ ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظلمین فیہا جثیا۔"

(۲) "ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذالک خلقھم وتمت کلمۃ ربک لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔" (قرآن سورہ ہود آیت ۱۲۰)

(میں کیوں مسیحی ہوگیا صفحہ ۳۱ و ۳۲)

ان دو آیتوں کی بابت ہم اگلے نمبر میں عرض کرینگے۔

لمعات

خر دجال کا قادیان تشریف لیجانا قادیانیونکو مبارک ہو

"اللہ تعالےٰ ریل (دجال کے گدھے) کا قادیان میں آنا مبارک کرے۔" (الفضل مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء)

یہ اُس شخص کا قول ہے جسکے والد نے خر دجال (ریل) کو قتل کرنے کے لئے اوتار لیا تھا۔ لیکن سعادتمند بیٹے کو اس گدھے سے اسقدر اُنس بلکہ عشق ہوگیا ہے کہ جونہی خر دجال کی آمد کی خبر قادیان میں پہونچگئی تو فی الفور اہل د

عیال کو ساتھ لیکر مجنونانہ طور پر گھر سے نکلکر امرتسر جا پہونچا اور گدھے کی تلاش میں لینے لگا اور روز روز اُسکے مسخر کرنے کی دعائیں مانگنے لگا چنانچہ **الفضل** راوی ہے کہ "اور پھر حضور نے اپنی گاڑی کے دروازہ میں کھڑے ہوکر یہ فرماتے ہوئے کہ دست دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ریل کا قادیان میں آنا مبارک کرے ہاتھ اُٹھائے اور تمام مجمع دعا میں معروف ہوگیا چند منٹ تک نہایت توجہ اور الحاح کے ساتھ دعا کی گئی" (الفضل مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء صفہ) اسکے بعد آپ گدھے کی پیٹھ ٹھونکنے اور پالان لگانے میں معروف ہوئے۔ چنانچہ یہی اخبار آگے چلکر لکھتا ہے کہ "گاڑی کو خوب سجایا" خوشکہ دجال کا وہ گدھا جو مکروہ ترین اور مذموم ترین حیوانات سمجھا جاتا تھا اور جسکی پیٹھ پر بجز دجال اور اُسکے چیلوں کے اور کوئی باخدا اور ایماندار شخص سوار نہیں ہوسکتا تھا۔ آج وہ آپ کا اسقدر محبوب اور پیارا ہوگیا ہے کہ آپ نہ صرف اسکی پیٹھ پر سوار ہوکر جنت کے مزے لینے لگے بلکہ اسکی آمد کی خوشی میں مٹھائی بھی تقسیم کی۔ چنانچہ یہی الفضل لکھتا ہے کہ "ریلوے کے مزدوروں اور ملازمین کے کام ختم کرنے پر ان میں مٹھائی تقسیم کی گئی" (الفضل ۱۶/۲۰ نومبر ۱۹۲۸ء سرورق) اگر دجال اور اس کے گدھے کے ماننے کے یہی معنے ہیں تو ہمارا ابھی اس پر صاد ہے۔

این کار از تو آید و مردان چنیں کنند

جب اس خرنوازی کی اس مجنونانہ حرکت پر چاروں طرف سے لعنت ملامت کی بوچھاڑ ہونے لگی تو اڈیٹر صاحب الفضل نے اس خرنوازی کو برحق ثابت کرنے کے لئے یہ توجیہ لکھی کہ "خر دجال کو خلیفہ قادیان نے اپنا مطیع و منقاد بنا کر نہ صرف اپنا بلکہ اپنے خادموں کا بھی خادم قرار دیکر خود تیار کرائے ہوئے اصطبل کی راہ دکھانے کے لئے جارہے تھے تاکہ پھر وہ خود بخود وہاں پہونچ جایا کرے اور ضرورت کے وقت کام دینے کے لئے تیار ہے" (الفضل ۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء صفہ) اڈیٹر صاحب یہاں چونک گئے اُن کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ از رد ئے دوست خرش بکوست۔ اگر مطیع و منقاد کرنے کے یہی معنے ہیں کہ الحاح کے ساتھ دعا کیجائیگی تو ظاہر ہے کہ دجال کا گدھا ایسا سنگ دل اور کندہ ناتراش واقع ہوا ہے کہ آپ کے والد ماجد کی دعاؤں سے جب اُن کا مطیع و منقاد نہ ہوا تو آپ کا جنتر منتر اسکا کیا خاک اثر ہوگا۔ (باقی آئندہ)

ذیل کا مکتوب جناب منشی کیدار ناتھ صاحب منت نے ہمارے پاس بغرض اشاعت بھیجا ہے جس کے ساتھ ہم لفظ بہ لفظ متفق ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر وہ لوگ جو علم الٰہیات سے پوری واقفیت نہیں رکھتے ہیں ناواقفی کی وجہ سے اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں ہم جناب منت صاحب کے بے حد شکرگذار ہیں جنہوں نے اس غلطی کی اصلاح فرمائی۔

اصلاحُ السَّہو

"آخر وہ وقت آگیا کہ خداوند یسوع مسیح اپنی انسانی مسافرت کو طے کرکے اس انسانی جسم کو اُتار کر پھر اپنے آسمانی باپ کے پاس واپس جائے۔" منقول اڈیشن نور افشاں نمبر ۴۳ جلد ۵۶ صفہ اول کالم ا

لیکن اگر میں غلطی نہ کرتا ہوں تو میری دانست میں کل فریق مسیحیوں کے خواہ کیتھلک خواہ چرچ آف انگلنڈ خواہ پروٹسٹنٹ ہوں بجز ان فریق کے جو یا تو خداوند کی الوہیت کے یا انسانیت کے یا دونوں کے منکر ہیں سب اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے کہ جب سے ہمارا خداوند عمانوایل بنا مجسم ہوا۔ انسانی جسم اختیار کیا تب سے آج تک اُس نے نہیں اُتارا جیسا کہ اعمال باب اول میں مرقوم ہے۔ "یہ کہہ کر وہ اُن کے دیکھتے دیکھتے اوپر اُٹھا لیا گیا اور بدلی نے اُسے ان کی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اُسکے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُن کے پاس آکھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے گلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح پھر آئیگا جس طرح تم نے اُسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے۔" اعمال ۱: ۹ و ۱۰ و ۱۱۔

چونکہ سہو مذکورۃ الصدر کے مطالعہ کرنے سے مجھے کامل یقین پیدا ہوا کہ مبادا ناواقفان علم اس بدعت سیئہ میں پڑکر وادی ضلالت میں سرگردان ہوجائیں پس یہ چند سطور اپنی طرف سے نہیں بلکہ کلام مجید سے مقتبس ہدیہ ناظرین کئے۔

اس حوالہ میں جن جن الفاظ پر خط کشیدہ ہے اُن تمام سے کالشمس فی نصف النہار ہے کہ ہمارے خداوند نے انسانی جسم کو نہیں اُتارا بلکہ وہ اسی کو جلالی بنا کر ہمراہ لے گیا۔ اور اسی جسم سے پھر تشریف لائیگا۔

خیال فرمائیے کہ اگر خداوند مع جسم انسانی تشریف نہیں لے گیا تو شاگرد اُسے کیونکر دیکھ سکے۔ اگر جسم نہ تھا تو بدلی نے اُسے کیسے چھپا لیا محض خدا کو تو کوئی چھپا نہیں سکتا بیچ اور اسی پر زور ہے تاکہ کوئی مسیحی غلطی میں نہ پڑے زیادہ نیاز۔

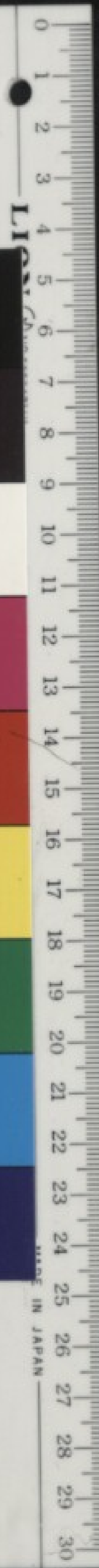
خواستگار دعا فی۔ کیدار ناتھ منت۔ انو کا نپور۔

خاص مضامین

کُتُب عہد جدید کی صحت پر ایک محققانہ نظر

(۵)

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی عالم کاتب کے سامنے چند ایک نسخے ہوتے ہیں اور وہ نقل کرتے وقت ایک مستند نسخہ نقل کرتا چاہتا ہے۔ اب ممکن ہے کہ نسخوں میں جب کسی لفظ میں اختلاف واقع ہو تو اس فاضل کاتب نے مختلف نسخوں میں سے ایک لفظ کو صحیح خیال کرکے لکھ لیا ہو۔ لیکن وہ لفظ فی الواقع صحیح اور اصلی لفظ نہ ہو اس قسم کی غلطی ہر نسخوں کے باہمی مقابلہ سے رفع ہوجاتی ہے۔



کتابت کی اغلاط کی وجہ سے کوئی سلیم الطبع شخص کسی کتاب کو محرف نہیں گردانیگا۔ کیونکہ صفحۂ زمین پر کوئی کتاب ایسی نہیں جو کتابت کی غلطیوں سے محفوظ و مصئون رہی ہو حتیٰ کہ جس کتاب کی نسبت یہ دعوےٰ کیا جاتا ہے کہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وہ بھی جیسا ہم ذکر کر چکے ہیں کتابت کی غلطیوں اور سہو و نسیان سے محفوظ نہیں رہی۔ اتقان نوع ۲۰ سے ظاہر ہے کہ جب خلیفہ عثمان نے اپنے مصحف کی نقلیں جاری کیں اور قرآن اطراف و جوانب میں پھیل گیا اور زمانہ تابعین بھی گذر گیا تو اہل اسلام میں ایک گروہ قاریوں کا پیدا ہو گیا۔ یہ لوگ بیس کے قریب تھے۔ جن میں سے سات شخص زیادہ مشہور ہوئے ہیں۔ اور لوگ اُن کی قراتوں کی تقلید کرتے تھے۔ اُن کے بعد یہ قراتیں ہر جگہ منتشر ہو گئیں۔ عُلما پیدا ہوئے جنہوں نے حق و باطل میں تمیز کی اور علم قرأت کی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ اب ان مشہور سات شخصوں کی قراتوں کی تعداد قریباً سوا دو ہزار کے ہے۔ ان سوا دو ہزار اختلافات میں سے بعض اختلافات ایسے ہیں جن میں ہجا کا اختلاف ہے بعض قراتوں میں تذکیر و تانیث واحد و جمع صیغۂ غائب و حاضر و متکلم۔ معروف و مجہول۔ لازم و متعدی وغیرہ وغیرہ کا اختلاف ہے۔ جن سے اکثر اوقات ان فقرات کے معنے کلیتہً بدل جاتے ہیں۔

بخاری شریف کو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب کہا جاتا ہے اور کوئی شخص اسکو محرف یا غیر معتبر نہیں کہتا مولوی احمد علی صاحب نے ۱۲۶۴ھ میں بیس ایک نسخوں اور شرحوں کا مقابلہ کر کے ایک صحیح نسخہ چھپوایا۔ اس نسخہ کے حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قریباً سترہ ہزار غلطیاں بخاری شریف میں ایسی ہیں جو کاتبوں نے کی ہیں۔ لیکن اس تعداد میں اعراب۔ و نقاط و حروف وغیرہ کی غلطیاں جو کثیر الوقوع ہیں شامل نہیں ہیں اور اگر ان غلطیوں کا بھی شمار کیا جاتا اور بیس ایک نسخوں کی جگہ ہزار بارہ سو نسخوں کا مقابلہ کیا جاتا تو بخاری شریف میں کتابت کی غلطیاں کم از کم ستر لاکھ نکل آتیں۔

پس کتابت کی غلطیوں کی بنا پر کوئی شخص قرآن یا بخاری شریف یا انجیل جلیل کو محرف اور غیر معتبر قرار نہیں دے سکتا۔ قرآن کی تحریف کے دلائل اور ہیں جنکی بنا پر ہم اسکو محرف اور غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔ انجیل جلیل کے کاتبوں نے کتابت کرتے وقت غلطیاں ضرور کیں لیکن ایک سلیم الطبع شخص پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ مندرجہ بالا اقسام کی غلطیاں تمام کی تمام انجیل جلیل کے تیرہ ہزار نسخوں کے مقابلہ سے رفع ہو سکتی ہیں۔ عیسائی علما نے نہایت جانفشانی سے ان تمام غلطیوں کو اس طرح دور کر کے ہمارے ہاتھوں میں انجیل شریف کی ایک ایسی ایڈیشن رکھ دی جسکی عبارت حتی المقدور جہاں تک انسانی کوشش سے ہو سکتا ہے۔ غلطیوں سے مبرا اور اصلی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ لیس للانسان الا ما سعیٰ عیسائی فضلا نے ان تیرہ ہزار نسخوں کو نہایت باریک نگاہوں سے دیکھا ہے۔ اور ان کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال کی ہے۔ اور ان کا ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے ان الفاظ و آیات کو خارج کر دیا ہے۔ جو بشری کمزوری اور سہو اور بھول چوک کی وجہ سے انجیل میں داخل ہو گئے تھے۔ لیکن وہ اصل انجیل کا حصہ نہیں تھے۔ انہوں نے ان تمام غلطیوں کو درست کر دیا ہے۔ جو انجیل شریف کے متن میں موجود تھیں اور اب ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جو انجیل شریف ہمارے ہاتھوں میں ہے وہ ہو بہو وہی ہے جو اس کے مصنفین نے لکھی تھی اور اس میں کسی قسم کی کمی بیشی موجود نہیں

پادری برکت اللہ

کتاب ہستی

(۳)

مقام شکر ہے کہ خدا نے بنی آدم کو بائبل عطا فرمائی۔ اسکو کل دنیا میں اشاعت کروائی۔ بائبل نے ہی تمام بنی آدم کے ذہن و دماغ کو روشن کیا۔ اسکی قوائے عقلیہ و ذہنیہ و روحانیہ کو بیدار کیا۔ ان کی عقل و فکر سے اس گرد و غبار کو دور کیا جس نے ان پر کتاب قدرت کو کدر و تاریک کر رکھا تھا۔ صرف بائبل نے تمام بنی نوع انسان کو دنیا کا کلام دیکر اس کا یہ فرض مقرر کر دیا کہ وہ کتاب فطرت کی تلاوت کرے اور اسکی صداقتوں کو جانے اور سمجھے نیز خدا کی عزت و عبادت سرگرمی سے کرے۔ مثلاً بائبل ہزار ہا سال سے بنی آدم کو سکھاتی آئی ہے کہ

موسےٰ۔ "اور وہ اسکو (ابراہام) کو باہر لے گیا اور کہا کہ اب آسمان کی طرف نگاہ کر اور ستاروں کو گن" پیدا ۱۵: ۵

یسعیاہ۔ اپنی آنکھیں اوپر اٹھاؤ اور دیکھو کہ کس نے سبھوں کو خلق کیا؟ وہ ان کے لشکر کو شمار کر کے نکالتا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کا نام لے کے اُسے بلاتا ہے اور اُسکے بازو کی توانائی کے سبب ایک بھی غیر حاضر نہیں رہتا" ۴۰: ۲۶۔

ایوب "کیا خدا آسمان کی بلندی پر نہیں؟ اور دیکھو ستاروں کی اونچائی کہ کتنے بلند ہیں؟" ایوب ۲۲: ۱۲ "زمین سے پوچھ وہ تجھے تعلیم دیگی" ایوب ۱۲: ۸۔

داؤد "وہ ستاروں کا شمار کرتا ہے اور جدا جدا نام رکھتا ہے" زبور ۱۴۷: ۴

ایوب "اے ایوب اسے سن رکھ اور چپکا ہو رہ اور خدا کے عجائب و غرائب کو سوچ۔ ۳۷: ۱۴"۔

ہزاروں برس سے بائبل بنی آدم کو آسمان و زمین کے عجائب و غرائب سے آگاہ کرتی آئی۔ اُن کی طرف اُن کی توجہ کو پھیرتی آئی۔ اختر شماری کی تعلیم دیتی آئی۔ ان کی بلندیوں کی طرف انسان کو متوجہ کرتی آئی۔ زمین کو معلم بنا کر اقوام دہر کی نظر میں پیش کرتی آئی۔ وہ زمین و آسمان کی پیدائش کے قصیدے اور انکے راگ گاتی آئی۔ وہ زمانوں سے بنی آدم کے ذہن و دماغ کو ذیل کے کلام سے روشن و منور کرتی آئی کہ

داؤد۔ "اُس نے زمین کو اسکی بنیادوں پر بنایا کہ اُسے کبھی ابدالآباد جنبش نہ ہوگی۔ تو نے اُسے گہراؤ سے ایسا ڈھانپا جیسے لباس سے اور پانی پہاڑوں کے اوپر کھڑے تھے" "اتر اور دکھن کا ایجاد کرنے والا تو ہے"۔

ایوب "اس نے شمال کو خلا پر پھیلا دیا اور زمین کو بے علاقہ لٹکایا" "اُس نے پانیوں کی سطح پر حد باندھی۔ اس جگہ تک جہاں اُجالے اور اندھیرے کی تمامی ہوتی ہے۔" "زمین جس سے غلہ پیدا ہوتی ہے سو اسکا اندر گویا

آگ سے اُلٹ پلٹ ہو جاتا ہے۔

بائبل مقدس کے ایسے ایسے بیانات ہی زمانہ حاضرہ کی سائنٹیفک معلومات کا چشمہ ہیں۔ علم نجوم اور علم طبقات الارض وغیرہ بائبل کے اشارات اور ان کی تشریحات و تفصیلات ہیں۔ مغربی اقوام نے جسقدر بائبل دانی میں ترقی کی اُسی قدر اُنہوں نے کتاب قدرت کی چھان بین میں کمال حاصل کیا۔ اُن کی کوششیں لاریب مبارک اور بنی نوع انسان کے لئے موجب برکت ہیں جن سے بابصیرت انسان اس کو صفائی سے معلوم کر سکتا ہے کہ بائبل مقدس سچ مچ آسمان و زمین کے بھیدوں کی چابی ہے۔ اگر انہیں بائبل کے متن سے کھولا جائے تو آسمان و زمین اور اُسکی معموری میں خُدا کا عجیب و غریب جلال نظر آسکتا ہے۔

بیان مندرجہ صدر کو پیش کرنے کے بعد ہم بائبل سے آسمان و زمین کی پیدائش کا بیان ہدیہ ناظرین کرتے ہیں اور حضرت موسےٰ کی زبانی وہ صداقت پیش کرتے ہیں جو خدا ہی کی طرف سے اُسے ملی تھی۔ ہم ناظرین کرام سے ملتمس ہیں کہ وہ آنکھیں کھولکر آنے والے بیان کو پڑھیں اور دیکھیں کہ بائبل کا یہ داصحاب اپنے معانی و مطالب میں کسقدر وسیع و عمیق ہے؟ اور اس میں خدا کی کتاب کی کسقدر صداقت جمع ہے۔

پادری غلام مسیح

مراسلات

مختاری

(۲)

"تُم بیجا بڑ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ کو عقلمند سمجھ لو۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم اس بھید سے ناواقف رہو کہ اسرائیل کا ایک حصہ سخت ہو گیا ہے اور جب تک غیر قومیں پوری پوری داخل نہ ہوں وہ ایسا ہی رہیگا اور اس صورت سے تمام اسرائیل نجات پائیگا"۔ رومی ۱۱: ۲۵-۲۶-

کلام میں ہم پڑھتے ہیں کہ اُس زمانے کے آخر میں نرسنگہ ایمانداروں خداوند کی ملاقات کے لئے ہوا میں اُٹھائے جاوینگے "ہم سب سو نہیں جاوینگے بلکہ ہم سب بدل جائینگے۔ اور وہ جو مسیح میں سو گئے ہونگے۔ پل بھر میں آنکھ کے پلکارے میں خُدا کا نرسنگا پھونکتے ہی مُردوں میں سے جی اُٹھینگے اور ہم جو زندہ ہونگے اُن کے ساتھ بادلوں میں اوپر اُٹھائے جائینگے تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کرینگے اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ رہینگے۔ یہ سب کچھ بھی بھید بتلایا گیا ہے۔" ۱ قرنتی ۱۵: ۵۱ و ۵۲ و تسلنیقی ۴: ۱۴-۱۷)

پھر ایک اور بھید کا بیان بھی کیا گیا ہے۔ دیکھو قلسی ۲: ۲ و ۳ "تاکہ اُن کے دلوں کو تسلی ہو اور وہ محبت سے آپس میں گٹھے رہیں۔ اور پوری سمجھ کی تمام دولت کو حاصل کریں اور خدا کے بھید یعنے مسیح کو پہچانیں کیونکہ الوہیت کی ساری معموری اُسی میں مجسم ہوکر سکونت کرتی ہے" یہ بھید خاصکر اس بڑی سچائی کے متعلق ہے کہ یسوع مسیح میں الوہیت کی ساری معموری مجسم ہو رہی ہے اور گنہگار انسان کی نجات اور اُسکے خدا کے ساتھ پھر میل حاصل کرنے میں الٰہی دانائی اور حکمت پائی جاتی ہے۔

خُدا نے اپنی بڑی مہربانی سے ہم کو اس قسم کے بھیدوں کے مختار بنایا ہے۔ یہ بھید انسانی فہم اور عقل سے بہت بالا ہیں اور کوئی اِن بھیدوں کو جان نہ سکتا۔ اگر خدا اپنے بے بیان فضل اور محبت سے اپنی پاک رُوح کے وسیلے ان کو ہم پر ظاہر نہ کرتا۔ چنانچہ پطرس رسول اپنے پہلے خط کے ۴: ۱۰ میں فرماتا ہے کہ "جنکو جس جس قدر نعمت ملی ہے وہ اسے خدا کی نعمتوں کے اچھے مختاروں کی طرح ایک دوسرے کی خدمت میں صرف کریں"۔ اس سے ہم کو صاف صاف الفاظ میں سکھلایا جاتا ہے کہ خدا کے بھیدوں کے مختار ہوکر اور اپنے تئیں خدا کی طرف سے خزانچی سمجھ کر ان بھیدوں کو استعمال کریں۔ انکو اپنے میں ہی نہ رکھیں۔ بلکہ خداوند کے لئے اوروں تک بھی پہونچادیں۔ اسی سبب سے پولوس کبھی یہ نہیں بھولتا تھا کہ "اُسکو انجیل کی مختاری ملی ہے" (۱ قرنتی ۹: ۱۷) پولوس کا خداوند یسوع مسیح کو اپنا مالک جانکر انجیل کے سُنانے کے لئے ایسا سرگرم ہونا اور اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھکر ہر طرح کے دُکھ اور تکلیف کو اُٹھاکر مستقل رہنے کا یہی سبب تھا کہ وہ اپنے آپ کو انجیل کا مختار یا خزانچی سمجھتا تھا۔ اُس نے یہ بات اچھی طرح سے جان لی تھی کہ انجیل مجھے اسی واسطے دی گئی کہ میں مختار یا خزانچی کی طرح ان تک پہونچادوں جنکے فائدہ کے لئے یہ مجھے دی گئی ہے اور جن کے پاس پہونچانے کے لئے خداوند نے مجھے بُلایا اور بھیجا ہے۔ ہم کو یہ بات خوب یاد رکھنی چاہئے کہ خُدا کے فضل کی انجیل جس سے اس زندگی اور آئیندہ زندگی کے لئے بے بیان برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔ صرف ہم مسیحیوں کے ہی لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے ہیں۔ اس سے ہم کو ترغیب دی جاتی ہے کہ ہم انجیل کو نہ صرف اپنے اردگرد کے لوگوں بلکہ تمام دنیا کے لوگوں تک پہونچادیں۔

سوم۔ ہمیں کبھی یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اس قسم کی مختاری نہ صرف قدیم زمانے کے رسولوں کو یا صرف ان لوگوں کو جو اس زمانے میں کلیسیا کے عہدے دار یعنے مشنری یا پاسبان ہیں بلکہ ہر ایک سچے ایماندار کو دی گئی ہے۔ ہم سب خدا کی طرف سے مختار ہیں۔ پطرس رسول بھی اسکی تائید میں فرماتا کہ مسیح کے تمام پیرو خدا کی طرح طرح کی نعمتوں کے اچھے مختار ہیں اور اس عہدے کو اپنے سامنے رکھکر ہر ایک مسیحی کو کام کرنا چاہئے۔ یہ کیسی بڑی ذمہ واری ہے۔ ہم جنہوں نے ایماندار بنکر خدا کی بڑی نجات کا تجربہ حاصل کیا ہے۔ اس لئے بلائے گئے ہیں کہ لوگوں کو بتلادیں کہ گنہگار کو یسوع مسیح کے کفارے کے سبب سے خون کے وسیلے کامل معافی ملتی ہے اور اسی کے خون کے قائم رہنے والے اثر سے ہی ہم مسیح میں قائم رہ سکتے ہیں اور اسکی پاک روح کے کام اور طاقت پر بھروسہ کرکے گناہ کے بندھن اور زور سے رہائی حاصل کر سکتے ہیں اور اُن کے لئے جو خداوند یسوع مسیح کے پورے کئے ہوئے کام اور کامل راستبازی کو قبول کر لیتے ہیں خواہ وہ کیسے ہی گنہگار ہوں اُن کے ابدی جلال میں داخل ہونے کی اُمید ہے۔ یہ خزانہ ہے جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے۔ کہ اُسکو گناہ آلودہ دنیا میں بانٹ دیویں۔ ہم کو

یہ نو عمر وارہ بخشی گئی ہے اور ہم سے حساب طلب کیا جاوے گا کہ ہم نے کس طرح اور کہاں تک بھوکوں کو زندگی کی روٹی کھلا کر اور پیاسوں کو آبِ حیات پلا کر سیر اور تر و تازہ کیا ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہم اپنی مختاری کے فرض کو وفاداری سے ادا کرنے کے لئے براہ راست خدا کے سامنے ذمہ دار ہیں۔ ہمارا مالک ایک ہی ہے یعنے خداوند یسوع مسیح۔ اگر یہ بات ہمیشہ ہمارے سامنے رہے تو ہم آدمیوں سے نہ ڈرینگے اور نہ ہی اس خیال سے کہ انجیل کے خالص اور بے لوث پیغام سے لوگ ٹھوکر کھاویں اسکو کم و بیش کر کے لوگوں کی مرضی کے مطابق پیش کرنے کی آزمایش میں پڑینگے۔ اور نہ ہی اسکو موجودہ زمانے کے خیالوں کے مطابق بنانے کی کوشش کرینگے تاکہ ہم پرانے فیشن کے آدمی نہ سمجھے جاویں۔ ہمارے لئے سب سے ضروری سوال یہ ہوگا کہ کیا ہم نے یسوع مسیح کے خادم ہونے کی حیثیت میں اپنی ذمہ واری کو ٹھیک طور سے پورا کیا ہے یا نہیں۔ خواہ ہم واعظ ہوں یا اُستاد۔ ہمارا بڑا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم ساری انجیل کے پیغام کو ایسی صورت میں پیش کریں کہ ہماری جماعت کے لوگ از سرِ نو پیدائش حاصل کریں اور اپنے اُن خزانوں کے متعلق علم حاصل کریں جو یسوع مسیح میں اُنکی میراث ہیں۔

بالیقین ہم اس قسم کی مختاری کے فرائض کبھی پورے نہیں کر سکتے۔ اگر ہم اُن کے لئے جو ہماری روحانی حفاظت میں ہیں۔ دنیاوی شغلوں کے سامان پیدا کریں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آجکل بعض جو خداوند کے لئے بطور مختار کے کام کرنے والے سمجھے جاتے ہیں۔ اپنے اعلےٰ عہدے کی عظمت اور بڑائی کو بھول کر لوگوں کے لئے شغل کے سامان مہیا کرتے ہیں۔ بدیں غرض کہ جوانوں اور جماعت کی طرف راغب کرنے کے لئے ایسے سامان ضروری اور لازمی ہیں۔

لیکن اگر ہم نہ ہی واعظ اور نہ ہی اُستاد ہوں تو یہ خیال کریں کہ ہمیں اپنے خداوند یسوع مسیح کے حضور حساب دینا پڑیگا۔ ہوشیار اور بیدار رہ کر ایسی زندگی بسر کریں کہ ہماری زندگی کی گواہی سے وہی مقصد بر آوے جو خداوند چاہتا ہے۔ تم نے مفت پایا ہے مفت دو۔

چہارم۔ یہ بھی سوچنا اور خیال رکھنا ضروری ہو کہ وہ برکتیں جو خداوند کے فضل سے ہم نے خود حاصل کی ہیں ہمیں اوروں کو پہونچانی ہیں اور معافی اور سلامتی زندگی اور ابدی آرام کا پیغام اوروں کو دینا ہے تو ہمیں اس سارے کام کرنے کے لئے اور اسکے متعلق ساری ضروریات کو مہیا کرنے کے لئے ہمیں اُسی کی طرف دیکھنا ہے جس نے ہم کو یہ مختاری بخشی ہے۔ اور اپنا خزانچی مقرر کیا۔ ممکن ہے کہ ہمارے سامنے بہت سی مشکلات آجائیں اور ہم اپنے تئیں خداوند کے لئے کسی کام کے کرنے کے لائق نہ سمجھیں تو بھی یہ یاد کریں کہ زمین و آسمان کا سارا اختیار اسی کا ہے اور وہ ہر روز ہمارے ساتھ ہو کر ہم میں سے کام کرتا ہے۔ وہ اپنے مختاروں سے کبھی وہ کام نہیں کراتا جس کے لئے وہ اُن کو فضل اور طاقت دینے کی ذمہ واری اپنے اوپر نہیں لے لیتا۔ ہمیں اپنے فکروں کا آپ ہی بندوبست نہیں کرنا ہے کیونکہ ہم خود مالک نہیں ہیں بلکہ ہم کو ہدایت۔ رہبری اور کامل تیاری اور سامانوں کے لئے اُسکی طرف رجوع لانا ہے جسکو کامل قدرت اور اختیار حاصل ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی طرف یا اپنے ارد گرد اوروں کی طرف دیکھیں اور اس خدمت کے متعلق کل سامانوں کے لئے اپنے یا اپنے ہم جنسوں پر بھروسہ کریں تو ہم کو سخت مایوسی ہوگی۔ لیکن اگر ہم اوپر کی طرف نگاہ اُٹھائیں اور اس سے مانگیں جو ہم کو مختاری سونپتا ہے تو ہم کو طاقت فضل اور برکتوں کی بھرپوری ملیگی۔

پریم داس

مسیح کی آمد ثانی

یا

ایک قادیانی مولوی فاضل سے گفتگو

(۱۴)

(از قلم جناب پادری عبد الحق صاحب)

سرسید مرحوم نے اپنی کتاب تبیین الکلام میں اسی موضوع پر مفصل بحث کر کے کتب مقدسہ کا غیر محرف ہونا مبرہن کیا ہے۔ ہم اس میں سے چند اقتباسات یہاں نقل کرتے ہیں:۔

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے "قد سئل ابن تیمیہ عن ھذہ المسئلة فاجاب فی فتاواہ ان للعلماء فی ھذا قولین احدھما وقوع التبدیل فی الالفاظ ایضا ثانیھما لا تبدیل الا فی المعنی واحتج للثانی" یعنی ابن تیمیہ سے تحریف کا مسئلہ پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ علما کے اس میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تحریف لفظوں میں بھی ہوئی ہے۔ اور دوسرے یہ کہ صرف معنوں میں تبدیلی ہوئی ہے۔ اور اس دوسری بات پر بہت سی دلیلیں بیان کی ہیں۔

(۲) امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں "و عند المتکلمین ھذا ممتنع لانھما کانا کتابین بلغا فی الشھرۃ والتواتر الی حیث یتعذر ذالک فیھما بل کانوا یکتمون التاویل" یعنی متکلمین کے نزدیک توراۃ و انجیل کی عبارتوں کا بدل ڈالنا ممتنع ہے۔ کیونکہ وہ دونوں کتابیں بنہایت مشہور ہو گئی اور تواتر کو پہنچی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی عبارتوں کو بدلنا متعذر ہو گیا ہے۔ بلکہ وہ لوگ اپنے اصلی مطلب کو چھپاتے تھے۔

(۳) تفسیر دُرِ منثور میں لکھا ہے "واخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن وھب ابن منبہ قال ان التوراۃ والانجیل کما انزلھما اللہ لم یغیر منھما حرف ولکنھم یضلون بالتحریف والتاویل والکتب کانوا یکتبونھا من عند انفسھم ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ فاما کتب اللہ فانھا محفوظة لا تحول" یعنی ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ توراۃ و انجیل جس طرح کہ ان دونوں کو اللہ نے اُتارا تھا اسی طرح ہیں۔ ان میں کوئی حرف بدلا نہیں گیا۔ لیکن یہودی جھوٹ کے بدلنے اور غلط تاویل کرنے سے لوگوں کو بہکاتے تھے اور حالانکہ وہ کتابیں تھیں جنکو انہوں نے آپ لکھا تھا۔ اور کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں۔ اور



وہ اللہ کی طرف سے نہ تھیں۔ مگر جو اللہ کی طرف سے کتابیں تھیں وہ محفوظ تھیں، ان میں کچھ بدلنا نہیں ہؤا تھا۔

(۳) شاہ ولی اللہ صاحب کتاب فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں لکھتے ہیں کہ "اما تحریف لفظی در ترجمہ وامثال آں بکار مے بردند نہ در اصل تورات۔ پیش ایں فقیر چنیں محقق شد۔ وھو قول ابن عباس یعنی میرے نزدیک تحقیق یہی ہؤا ہے کہ اہل کتاب تورات اور دیگر کتب مقدسہ کے ترجمہ میں تحریف کرتے تھے نہ کہ اصل تورات میں اور یہ قول ابن عباس کا ہے۔

سہا آپ کا اور آپ کے ہمکیشوں کا ان چند جملوں کی بابت اعتراض جو انجیل مقدس کے ریوائزڈ ورشن میں پائے نہیں جاتے۔ انکی نسبت اول تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ان جملوں کا مسیح کی آمد ثانی کے مبحث سے سرمو علاقہ نہیں۔ اس لئے ان جملوں کی بنا پر آپ کا مسیح کی آمد ثانی سے متعلقہ آیات کو

"دراصل تحریف"

کہنا سراسر غلط اور نامعقول ہے۔

دوم یہ کہ ان جملوں کے اخراج کا قضیہ اس حقیقت پر اثر انداز نہیں ہو سکتا کہ کئی سے دو ہزار سال پیشتر خدا تعالٰے نے جن صحف مقدسہ کو روح القدس کی تحریک کے ماتحت ملہمین کے ہاتھوں قلمبند کرایا وہ کلی طور پر الہامی تھے اور ہر طرح کی انسانی سہو و آمیزش سے منزہ۔ اس سے صرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ جملے فی الحقیقت الہامی کا کوئی جزو نہ تھے یا محض حواشی جو زمانہ مابعد کے کاتبوں نے غلطی سے جزو متن سمجھ کر حاشیہ پر سے متن میں داخل کر دیئے۔ اور تا وقتیکہ آپ ان جملوں کو جزو کلام اللہ ثابت نہ کر سکیں۔ آپ ہم پر "اصل متن کلام اللہ میں کتربیونت" کرنے کا الزام لگانے میں حق بجانب نہیں ہو سکتے۔

برعکس اس کے ہم آپ کو ٹیکسچوال کوئی سزم کی بنا پر یہ دکھا دیتے ہیں کہ وہ جملے درحقیقت جزو متن نہ تھے۔ بلکہ حاشیہ پر کے تشریحی نوٹ تھے جو ایسی کتابوں کی متواتر نقل در نقل ہوتے رہنے کی وجہ سے کاتبوں کی غفلت بھول اور کوتاہی سے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے نادانستہ طور میں متن میں راہ پا گئے بنا بریں ان کا مختلف سنین کے ہزارہا قلمی نسخوں کے مقابلہ اور جانچ پڑتال کے بعد متن سے الگ رکھنا کتاب کی تصحیح کہلائیگا نہ کہ تحریف۔ اور ہر ایک صاحب عقل مان لیگا کہ پوری تحقیق و تدقیق کی راہ سے ان جملوں کے ملہمین کی تحریر نہ ہونے کا یقینی ثبوت بہم پہنچ جانے کے بعد ان کو متن کلام اللہ میں رکھنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے +

سو واضح رہے کہ انجیل مقدس کا جو نسخہ اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس کا یونانی متن پہلے پہل اریسمس نے ۱۵۱۶ء میں اور پھر مختلف سنین کے قلمی نسخوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے بعد دوبارہ ۱۵۱۹ء میں اور علی ہذا اور بہت سے قلمی نسخے دستیاب ہو جانے سے مزید تصحیح کرکے سہ بارہ ۱۵۲۲ء میں شائع کرایا۔ اور بعد ازاں رابرٹ سٹیفن نے (جس کے پاس ایک قدیمی نسخہ پانچویں صدی کا اور متعدد نسخے گیارھویں صدی سے سولھویں صدی تک کے موجود تھے) اسے نہایت احتیاط کے ساتھ ان قدیم نسخوں سے مقابلہ کرکے ۱۵۵۱ء میں طبع کرایا۔ چنانچہ ۱۸۸۱ء تک اسی نسخہ کی نقلیں مطبوع ہوتی رہیں۔ اور اسی متن کی بنا پر ہی پرانا اردو ترجمہ شائع کیا گیا۔ مگر رابرٹ سٹیفن کی تصحیح کے بعد کلام مقدس کے زیادہ قدیم اور معتبر نسخے اور ترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہو گئے۔ جن کے مقابلہ اور پوری پوری چھان بین کے بعد بشپ ویسکٹ اور پروفیسر ہارٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کرکے ۱۸۸۱ء میں شائع کرایا۔ اب ہمارے پاس اس متن کا ترجمہ موجود ہے کلام مقدس کی اس تصحیح کے کام کی ایک مثال ہم آپ کو

آپ کے گھر سے ہی

بتا دیتے ہیں۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں کہ "بعد از آنکہ قرآن شریف در مصحف مجموع شد فاروق اعظم سالہا در فکر تصحیح او حرف نمود و مناظرہ با صحابہ میکرد۔ بگاہے برحق بروفق مکتوب ظاہر مے شد۔ پس آنرا باقی مے گذاشتند و مردماں را از خلاف آں باز میداشت۔ وگاہے حق برخلاف مکتوب ظاہر مے شد۔ دریں صورت مکتوب را حک میفرمود۔ و بجائے وے آنچہ محقق مے شد مے نوشت" یعنی بعد اس کے کہ قرآن شریف مصحف میں جمع کیا گیا حضرت فاروق اعظم نے کئی سال اسکی تصحیح کی فکر میں صرف کئے۔ اور صحابہ کے ساتھ اکثر مناظرہ کیا کرتے تھے۔ کبھی تو حق مکتوب کے موافق ظاہر ہوتا۔ پس اسکو باقی رہنے دیتے اور لوگوں کو اسکی مخالفت سے باز رکھتے اور کبھی حق اس مکتوب کے برخلاف ظاہر ہوتا۔ اس صورت میں لکھے ہوئے کو مٹا ڈالتے۔ اور بجائے اسکے وہی لکھ دیتے جو حق ثابت ہوتا تھا۔ (از ضمیمہ تاویل القرآن صفحہ ۴۳)

اس مثال میں اور بشپ ویسکٹ اور پروفیسر ہارٹ تصحیح میں اتنا فرق ہے کہ حضرت عمر نے تو قرآن شریف کی تصحیح کا کام مناظروں سے انجام دیا جس کا مدار زیادہ تر حفاظ قرآن کی یادداشت اور عمر کی اجتہادی رائے پر تھا۔ مگر عہد جدید کی تصحیح کا کام دوسری صدی عیسوی سے انیسویں صدی تک کے ہزارہا نسخوں کے مقابلہ اور چھان بین سے انجام تک پہونچا۔ اور اس امر واقعی سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ پچھلی صورت پہلی صورت سے زیادہ معقول اور قابل قبول ہے۔ پس اگر

حضرت عمر کی کتربیونت

کو تحریف قرار دینا عقل و انصاف سے بعید ہے تو بشپ ویسکٹ اور پروفیسر ہارٹ کے تصحیح کے کام کو تحریف قرار دینا کہاں کی خردمندی اور ایمانداری ہے

(باقی ماندہ)

(نوٹ۔ احمدی اور ان کے ہمکیش حضرات مسلم کے ان اعتراضوں میں سے جنکو وہ مسیحیت کی بیخکنی کے سرمایہ دار سمجھتے ہیں۔ ایک اعتراض جو روزانہ ہوتا ہے یہ ہے کہ مسیحیوں نے انجیل میں سے چند آیتیں نکال دی ہیں اور اسے وہ تحریف بائبل کا ثبوت قرار دیتے ہیں۔ پادری عبدالحق

صاحب کے اس مسلسل مضمون کی جو قسط آئندہ درج ہوگی اگر ہمارے مسیحی دوست، اور بالتخصیص مناد اور پادری صاحبان جنکو مسلم اصحاب میں تبلیغ مسیحیت سے واسطہ ہے بغور مطالعہ فرمائینگے تو انہیں سرمایۂ معلومات کے وہ خزائن مخفی ہاتھ آجائینگے جنکی انہیں اندنوں شدید ضرورت ہے۔ ایک ایک آیت کو لیکر پادری صاحب نے تمام مشکلات و شکوک متعلقہ کا ازالہ کر دیا ہے۔ خان (بقیہ سراسلہ گیمو ۱)

مسیحی خبریں

ہولی ٹرنٹی چرچ لاہور

اس چرچ کی بنیاد ۱۸۶۱ء میں رکھی گئی تا حال کئی ایک پاسبان یکے بعد دیگرے یہاں کلیسیا کی خدمت کرتے رہے۔ کلیسیا اکثر ان کی روحانی زندگی اور پدرانہ سلوک کو یاد کرتی ہے اور ان کے اسم گرامی سینہ درسینہ اور پشت در پشت یادگار کے طور پر چلے جائینگے۔

موجودہ پاسبان بزرگ پادری کے ایم دینا ناتھ صاحب ہیں جنکے نام سے بچہ بچہ واقف ہے۔ آپ گزشتہ پندرہ سال سے اس پیرش کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ کے زمانے میں جو کچھ اس پیرش نے ترقی کی وہ سب پر آشکارا ہے جنکے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

پادری دینا ناتھ صاحب مرد دعا۔ رحم دل۔ ملنسار۔ غریبوں مظلوموں کی مدد کرنے والے اور نہایت ہی سرگرم پاسبان ہیں۔ خداوند نے پاسبانی کی ہر ایک صفت آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ آپ ہمیشہ اپنی کلیسیا کی ترقی و بہبودی کے لئے دن رات سرگرداں رہتے ہیں۔ خداوند کا شکر ہے کہ اس نے آپ کے ساتھی یعنی مسز دینا ناتھ صاحبہ کو بھی بہ صفت موصوف بنایا ہے۔ آپ ایک نہایت ہی دیندار۔ شریف اور حلیم الطبع خاتون ہیں جن اصحاب کو آپ دونوں کے ساتھ کبھی ملاقات کا موقعہ ملا ہو۔ وہ آپ دونوں کی مسیحی زندگی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہم حال ہی کے کرسمس ہفتہ کی کارروائی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جو کہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ دیگر کلیسیائیں بھی اس سے مستفید ہونگی۔

۲۵ دسمبر ۱۹۲۸ء

کو گرجہ کی عبادت گیارہ بجے عمل میں آئی گرجا کھچا کھچ ممبران سے بھرا ہوا تھا۔ اور لوگ نہایت ہی خوش و خرم تھے۔ پادری صاحب نے نہایت ہی عمدہ روحانی خوراک لوگوں کے سامنے رکھی۔ ہم یہ ذکر کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ گرجے میں کافی سے زیادہ تعداد موجود تھی۔ بہت سے لوگ باہر بھی کھڑے ہوئے تھے۔ اور بہت سے واپس بھی چلے گئے جو کہ آپ کی مؤثر اور شیریں وعظ سننے سے محروم رہے۔ ہم نہایت ہی زور کے ساتھ ذمہ وار ہستیوں خاصکر سکرٹری صاحب سی۔ ایم۔ ایس اور ہولی ٹرنٹی بورڈ آف ٹرسٹیز کی توجہ اس طرف دلانا چاہتے ہیں۔ کہ اگر ممکن ہو سکے تو ایک خاص اپیل کے ذریعہ سے چندہ کیا جاوے۔ تاکہ اس گرجہ گھر کی عمارت کو کشادہ کیا جاوے۔ جس میں کہ کافی لوگوں کی تعداد سما سکے۔

۲۸ دسمبر

کے روز اس پیرش کے تمام شرکا کو پیرش کی طرف سے دعوت تھی۔ پادری دینا ناتھ صاحب کا گذشتہ دس سال سے یہ دستور العمل رہا ہے۔ کہ آپ ہر ایک کرسمس کے موقعہ پر اپنی کلیسیا کو دعوت دیا کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر ٹکٹ فروخت کئے جاتے تھے۔ اور جو ٹکٹ خریدتا تھا۔ صرف وہی اس دعوت میں شریک ہوا کرتا تھا۔ مگر امسال اس خیال کو بالائے طاق رکھا گیا۔ تاکہ ان غریب مسیحی بھائی بہنوں کو بھی اس دعوت میں شریک ہونے کا موقع ملے۔ جو کہ ٹکٹ خرید نہ سکتے تھے۔ اس سال چندے کے لئے ایک صندوقچی رکھی گئی۔ تاکہ جو کوئی چاہے خوشی سے حسب توفیق اس میں چندہ ڈالے۔

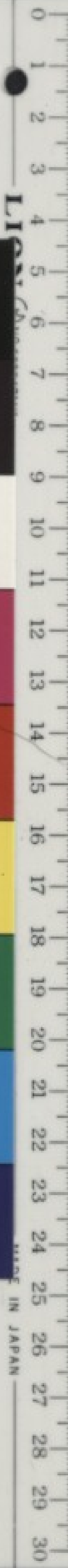
۲۷ دسمبر کی رات ہی سے بادل آسمان پر چھائے تھے۔ اور ہوا بہت تند سرد اور زور کی تھی کہ ۲۸ دسمبر کی صبح کو جب ہم ہولی ٹرنٹی کے احاطے میں چند ایک اور بھائیوں کے ساتھ میزوں اور کرسیوں کو با ترتیب لگوا رہے تھے۔ تو گیارہ بجے کے قریب بارش موسلا دھار شروع ہوگئی۔ جس سے ہم نے اندازہ لگایا۔ کہ لوگ اس بارش اور ٹھنڈ میں کہاں اپنے گھروں سے بال بچوں کو ساتھ لیکر چلینگے مگر ہمارا خیال غلط ثابت ہوا۔ لوگ بارش ہی میں جوق درجوق آنے شروع ہو گئے۔ گو شامیانہ لگا دیا گیا تھا۔ مگر پھر بھی بارش کا پانی شامیانے میں سے میزوں اور جتنوں پر ٹپا ٹپ گر رہا تھا مگر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بارش بند ہو گئی۔

حاضرین کی تعداد بچوں کو چھوڑ کر قریباً تین سو کے تھی۔ اس وقت خوب ہی بہار تھی۔ ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات کا نہایت ہی عمدہ موقع تھا۔ اور سب سے خوشی اس بات میں تھی کہ عزیزوں کے مسیحی بھائی بہن بھی شریک تھے۔ سب نے پلاؤ کاری اور زردہ خوب ہی پیٹ بھر بھر کر کھایا۔ اور ہمیں اس وقت کیا ہی اچھا معلوم ہوتا تھا کہ ایک طرف سے کوئی پانی کے لئے پکار رہا ہے۔ اور دوسری طرف سے آواز آتی تھی کہ بھائی کرکے پلاؤ گرما گرم لا دیئے۔ لوگ عموماً دو بجے آ تھے سے پادری صاحب اور مسز دینا ناتھ صاحبہ ہمارے ساتھ صبح سے لیکر اپنے مبارک ہاتھوں سے سب کی خدمت کرتے رہے۔ اور انہوں نے سب کو کھلا کر بعد میں آپ کھایا۔ خداوند کا شکر ہے کہ گو بارش اور ہوا زور کی تھی۔ مگر پھر بھی کسی قسم کی گڑبڑی واقع نہ ہوئی۔

کھانا کھانے کے بعد عزیزوں کے بھائیوں نے بھجن منڈلی شروع کر دی۔ اور دیسی راگ اور گیتوں سے لوگوں کو خوب ہی خوش کیا۔ بچوں کے تفریح طبع کے واسطے ہنڈولے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ ایک طرف مداری اپنے کرتب اور شعبدہ بازی سے لوگوں کو خوش کر رہا تھا۔ بچے نہایت ہی خوش تھے۔ ہولی ٹرنٹی کا احاطہ کیا تھا گویا ایک میلہ لگا ہوا تھا۔ چاردیواری کے باہر ہمارے ہندو مسلمان بھائی بھی اس نظارے کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔

چاے پارٹی

۵ بجے شام کو چاے اور مٹھائی سے سب کی خدمت کی گئی۔ اور بچوں کے کھیل شروع ہوئے۔ بچوں نے رسہ کشی اور دیگر کھیلیں احاطے میں کیں۔ اسوقت ایک عجیب سماں



تھا۔ اور ہر ایک نہایت خوش نظر آتا تھا چائے وغیرہ اور کھیلوں کے بعد دعائی گئی تھی۔ اسے ہال میں کرسمس ٹری بجا۔ اور بچوں کو انعامات تقسیم کئے گئے۔ تین سو سے زیادہ بچوں کو انعامات بانٹے گئے۔

ہم پادری صاحب اور مسز دینا ناتھ صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے خداوند سے ملتجی ہیں کہ خداوند آپ دونوں کو اور بھی زیادہ ہمت عطا کرے۔ تاکہ آپ دونوں ہر سال ایسے جلسے بڑی آب و تاب کے ساتھ کر سکیں۔

آخر میں ہم پادری صاحب اور مسز دینا ناتھ کی طرف سے مسٹر نتھانیل۔ پادری بشیر احمد اور دیگر بھائیوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے بارش اور ٹھنڈ کے وقت ہماری ہر ایک طرح سے مدد کی ہے ناشکر خداوند سب کلیسیاؤں کو یہ توفیق بخشے کہ وہ کم از کم کرسمس ویک میں اسی طرح جمع ہو کر خداوند کی پیدائش کی خوشی منا سکیں۔ آمین

بجے۔ عنایت اللہ

سُنا ہے کہ پادری جی سنگھ صاحب جہلم سے تبدیل ہونے والے ہیں۔ اگر یہ خبر سچ ہے تو جہلم کلیسیا کو بالخصوص اور دیگر مسیحیوں کو بالعموم اس بات کا از حد رنج ہوگا۔ کیونکہ سی۔ ایم۔ ایس مشن پادری سنگھ صاحب جیسے مخلص مسیحی اور دیندار پادری کا نعم البدل بمشکل مہیا کر سکیگا۔

اے۔ جے۔ مائیکل۔

میلاد نمبر مسیحی کیپور تھلہ

یورپ اور امریکہ میں مسیحیت کے اثر کا اس سے پتہ لگتا ہے کہ کرسمس کی وہ شان ہوتی ہے کہ دنیا میں کسی تہوار کی نہ ہوتی ہوگی۔ ہمارے برادران وطن دسہرے اور عیدوں پہ ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں کہ تہوار کی شان ہو۔ مگر یورپ کے تہوار کرسمس کے آگے ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

یا یوں کہو کہ سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

حساب لگایا گیا ہے کہ ساٹھ کروڑ روپیہ کرسمس کے دس دنوں میں امریکہ کا خرچ ہوتا ہے۔

انگریز ۷ کروڑ پچاس لاکھ پاونڈ کرسمس پر خرچ کرتے ہیں۔ انگلستان کے دیہاتی مسیحی ۳۰ لاکھ پاونڈ خرچ کرتے ہیں۔ کرسمس کے موقعہ پر لندن میں اپنے گھروں میں آنے والے اور سودا خریدنے والے ریل کے کرایہ میں ۱۵ لاکھ پونڈ خرچ کرتے ہیں۔

کرسمس کے موقعہ پر کیک اور بسکٹ وغیرہ پر لندن میں ۱۲ لاکھ پچاس ہزار پاونڈ خرچ کر دیتے ہیں۔ اس کے مقابلہ پر ہمارے دیسی مسیحی کرسمس مناتے ہیں۔ بوجب مثل ننگی نہائیگی کیا اور نچوڑیگی کیا؟

خیر حسب حیثیت کچھ تو کرتے ہی ہیں۔ شکر ہے کہ ہندوستانی مسیحیوں میں کرسمس اگرچہ ظاہری شان والی شان نہیں رکھتا۔ مگر ان کے کرسمس میں زندگی ہے۔ اس زندگی کا نشان ہمارے مسیحی اخبارات کچھ نہ کچھ ظاہر کر دیتے ہیں۔ مسیحی کا نمبر بھی اس دفعہ بہت اچھا رہا۔ یہ نمبر واقعی تحفہ ہے۔ ٹائٹل ہے تو دیدہ زیب۔ تصویر ہے تو نور علے نور۔ مضامین ہیں تو ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر یہ نمبر ایسا نہیں کہ پڑھکر پھینک دیا جائے۔ بار بار پڑھنے کو جی کرتا ہے خوش قسمتی ہے اُن کی جنکو یہ نمبر حاصل ہوا۔ مسٹر سونہ کا دم بھی غنیمت ہے۔ جنہوں نے خریدا اور دیکھا نہ ہو۔ وہ اگر دو آنہ کا ٹکٹ بھیجکر منگوا لینگے تو فردوس داد دینگے۔ واعظ

مختلف خبریں

ملک معظم کی علالت کسی قدر روبہ صحت ہے۔

مسٹر جناح کے زور دیئے جانے اور سر سپرو کے اسکی تائید کرنے پر بھی نیشنل کنونشن کلکتہ نے مسلمانوں کے لئے مرکزی لیجسلیٹو میں ایک تہائی نشستیں مخصوص کرنے کا مطالبہ مسترد کر دیا۔ صاحب صدر نے دریافت کیا کیا کوئی شخص اس کے خلاف اپنا پروٹسٹ

قلمبند کرانا چاہتا ہے۔ جواب خاموشی میں تھا۔ کنونشن کو فرقہ پسند مسلمانوں کا یہ بے جا مطالبہ رد کر کے اپنی غیر جنبہ داری کا اظہار کرنے میں عقلمندی کی!

امان اللہ خاں کا رقیب بھائی الہ آباد سے روپوش ہو کر افغانستان چلا گیا

چند دن ہوئے۔ الہ آباد سے خبر آئی تھی کہ وہاں سے سردار محمد عمر خاں جو امان اللہ خاں کا رقیب خاندانی بھائی ہے روپوش ہو گیا ہے۔ خیال ہے کہ چونکہ افغانستان میں بغاوت ہو رہی ہے بکابل کے تخت پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے وہ افغانستان چلا گیا ہے۔ یہ شخص کون تھے۔ اس پر ذیل کے مضمون میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ جو لاہور ہی میں مقیم کابل کے شاہی خاندان کے ایک ممبر کے بیان پر مبنی ہے۔

سردار محمد عمر خاں جو شاہ امان اللہ خاں کے رقیب خاندان سے تھا۔ اور عرصہ دس سال سے مدراس پے جلا وطن کے برٹش گورنمنٹ کی زیر نگرانی تھا۔ اُس کی اچانک اور پراسرار روپوشی کے متعلق مختلف خیالات کا اظہار کیا جا رہا ہے بعض کا خیال ہے کہ وہ افغانستان میں امان اللہ خاں کے دشمنوں کی امداد کے لئے پہنچ گیا ہے اور اگر ہو سکا تو وہ وہاں اقتدار حاصل کر کے خود بادشاہ بننے کی کوشش کریگا۔ سردار مذکور کے چند اور رشتہ دار بھی لاہور میں مقیم ہیں۔ پیر کو سول اینڈ ملٹری گزٹ کے نمائندہ خصوصی نے ان سے ملاقات کی تو سردار عبد القادر آفندی نے بیان کیا کہ مجھے اپنے بھائی کے متعلق جو الہ آباد سے روپوش ہو گیا ہے کوئی خاص علم نہیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بھیس بدلکر ویرانہ افغانستان کو عبور کر گیا ہوگا۔

سردار محمد عمر خاں کی عمر ۳۲ سال کی ہے۔ وہ ایک شہ زور، شہسوار اور زبردست شکاری ہے مگر بہ اسلامی اور اعلٰے تعلیم یافتہ ہے۔ اُس کی پیدائش راولپنڈی میں ہوئی تھی اور سردار ایوب خاں کا دسواں بیٹا ہے۔ جسکی زندگی برٹش حکومت کی زیر نگرانی آنے سے پیشتر اور جہاں اس نے اپنی زندگی کے آخری دن گذارے۔ نہایت معرکہ خیز تھی اس خاندان کا سفر الی افغانستان

کے قبائل میں اب بھی کافی رسوخ ہے۔

ہندوستان میں آنے سے پیشتر سردار ایوب خاں ہرات۔ قندھار وغیرہ کا حکمران تھا۔ ۱۸۸۰ء تک ایک خودمختار سردار تھا۔ اور ۱۸۸۱ء میں اس نے اپنے آپ بلا ارادہ برٹش حکومت کے حوالہ کر دیا۔ اور اس وقت سے یہ خاندان ہندوستان میں مقیم ہے۔

گورنمنٹ کی طرف سے اس شخص کے لئے جو اس کا سراغ لگائے بھاری انعام کا اعلان ہو چکا ہے۔

کیا کمال پاشا کے خلاف بغاوت ہونے والی ہے

ایران لیگ کی طرف سے ایک بلیٹن شائع ہوا ہے جس میں مندرجہ ذیل سطور توجہ کی مستحق ہیں۔ کیا افغانستان کی طرح ٹرکی میں بھی کمال پاشا کی اصلاحات کے خلاف بغاوت ہونے والی ہے۔ کمال پاشا کی زندگی کے خلاف بھی کئی حملے ہو چکے ہیں۔ کچھ مصری اخبارات کا بیان ہے کہ ٹرکی بغاوت کے لئے تیار ہو چکا ہے۔ افغانستان میں بغاوت کی خبروں نے ٹرکی کے مذہبی ملاؤں کے حوصلے بڑھا دیئے ہیں۔ لیکن کمال پاشا رجعت پسندوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا جانتا ہے۔ وہ پھانسی دینے یا پھر جیل میں بند کر دینے پر عمل کرتا جاتا ہے۔

لیڈروں کی ہنگامہ آرائی

دسمبر کا آخری ہفتہ ہندوستان میں ہر قسم کے مذہبی و سیاسی جلسوں کے لئے مخصوص ہے۔ ملک کے کسی نہ کسی حصہ میں ہر سال بڑے بڑے لیڈروں کا اجتماع ہوتا ہے اور کانگریس مسلم لیگ۔ خلافت کانفرنس وغیرہ ناموں سے علیحدہ علیحدہ شاندار پنڈال بنائے جاتے ہیں۔ امسال یہ تمام مجالس کلکتہ میں منعقد ہوئیں جن میں ملک کی آئندہ قسمت کے فیصلہ کے شاندار تجاویز پیش ہوئیں۔ اور دلچسپ پروگرام بنائے گئے۔ لیکن جو بات ہمارے لئے ان تمام مجالس میں جاذب توجہ ہے وہ لیڈروں کی باہمی برخاش اور ہنگامہ آرائی ہے۔ وہ لوگ جو ملک کی قیادت کی باگ ہاتھ میں لے کر گھروں سے نکلتے ہیں اور قومی پلیٹ فارموں پر آکر اپنی دھواں دھار تقاریر سے ارسطو کی بلاغت اور لقمان کے فلسفہ کو مات کر دیتے ہیں ان کے اخلاق کو اگر دیکھنا ہو تو ان بڑی بڑی مجالس میں جا کر دیکھو جہاں مختلف خیالات کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنا۔ ایک دوسرے پر آوازے کسنا اور طرح طرح کے القاب تجویز کرنا ان کی لیڈرانہ خصائل کا ایک ادنےٰ کرشمہ ہے۔ تمام کانفرنسوں اور کانگریسوں کی سوئیداؤں کو اول سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ لیڈروں کی یہ ہنگامہ خیزی اور معرکہ آرائی ہر جگہ نظر آئیگی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو نہ تو اخلاق اور آداب مجالس سے چنداں واسطہ ہے اور نہ ملک کی آئندہ بہتری کا کوئی خیال ہے۔ محض بڑائی اور دوسروں کو گرا کر خود اونچا ہونے کا زیادہ فکر ہے۔ حیرت ہے جس قوم اور جس ملک کے یہ لیڈر ہوں اسکی بہتری اور بھلائی کے دن کہاں آسکتے ہیں۔

کلکتہ ۲۰ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ کلکتہ پولیس نے شردھا سماچار دہلی کے ایڈیٹر چدانند کو جو نیشنل کنونشن میں شریک ہونے کے لئے کلکتہ گئے ہوئے تھے دہلی پولیس کی ایما پر زیر دفعات ۲۹۶-۱۵۳ (۲) تعزیرات ہند (قانون تحفظ مذہبی پیشوایان) ایک مضمون کی بنا پر جس پر مسلمانوں نے اعتراض کیا تھا گرفتار کر لیا ہے۔ ملزم کو پولیس کمشنر کلکتہ کے روبرو پیش کیا گیا اور سیکرٹری آریہ سماج کلکتہ نے ضمانت دینی چاہی مگر پولیس نے ضمانت نامنظور کر دی کیونکہ وارنٹ بلا ضمانت تھا۔ آپ کو دہلی لایا جائیگا جہاں آپ کے خلاف مقدمہ چلایا جائیگا۔

جدید دہلی ۲۰ دسمبر مسٹر السرسٹی مجسٹریٹ نے سوامی چدانند ایڈیٹر شردھا سماچار کی درخواست منظور کر لی ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ ملزم پانچ پانچ ہزار کے دو قطعات ضمانت پیش کرے۔

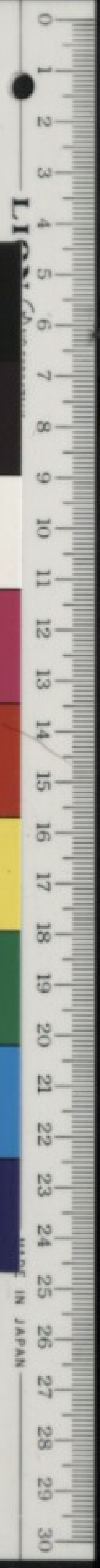
احمدی قوم کی مالی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے مولوی احمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ نے بتایا کہ گذشتہ چند سال میں جو انہوں نے چندہ دیا ہے وہ ان کے ایثار کا زندہ ثبوت ہے۔ پہلے پونے دو سال میں ۱۴۴۶ روپیہ خالص چندوں کی آمد تھی۔ پہلے پانچ سال میں ۶۱۳۴۰، خالص چندوں کی آمد تھی۔ یعنے قریباً چندہ ۶ ہزار روپیہ سالانہ دوسرے پانچ سال میں ۲۴۰۱۲۰ روپے خالص چندوں کی آمد تھی۔ یعنی قریباً ۴۸ ہزار روپیہ سالانہ تیسرے پانچ سال میں ۳۷۷۰۹۰ روپے چندوں سے وصول ہوئے یعنی قریباً ۷۵ ہزار روپیہ سالانہ۔ یہ محض چندوں کی آمد ہے۔

ٹیلیفون کے پیغامات

اب تک قبل از وقت ان پیغامات کا اندازہ لگانے کے لئے سخت مشقت اٹھانی پڑتی تھی۔ جو ٹیلیفون کے ذریعہ سے بھیجے جائیں۔ اسکی ضرورت ٹیلیفون کے جدید سلسلے قائم کرنے کے لئے پڑتی تھی۔ اب انگلستان میں ایک ایسی مشین ایجاد کی گئی ہے۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں چھوٹی چھوٹی گیندیں لگا دی جاتی ہیں۔ اور یہ گیندیں ٹیلیفون کے پیغامات موصول ہونے پر سامنے مختلف سوراخوں کے اندر جا گرتی ہیں اور محض گیندوں کو شمار کرنے سے پیغامات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔

پیرس میں موٹروں کے لئے زمین دوز مراکز

پیرس کی سڑکوں پر گاڑیوں کا بے انتہا ہجوم رہتا ہے بنا بریں کوشش کی جا رہی ہے کہ موٹروں کو کھڑا کرنے کے لئے زمین دوز مراکز بنائے جائیں۔ یہ موٹریں سطح زمین سے نیچے اور نیچے سے اوپر ایک جوڑے کے ذریعہ سے پہونچائی جائیں گی اس سلسلے میں یہ کوشش بھی کی جا رہی ہے کہ جن حصص شہر میں گاڑیوں اور آدمیوں کا زیادہ ہجوم رہتا ہے وہاں موٹروں کے زمین دوز راستے بھی تیار کرائے جائیں +



بقیہ مراسلات

شمالی ہند کی سنڈ کی کلیسیاؤں میں مختاری کی کانفرنسیں

از قلم زینت رقم جناب محترم پادری طالب الدین صاحب بی اے

گزشتہ سے پیوستہ

ایک شخص نے بیان کیا کہ میں مشن کی خدمت کو چھوڑ دینے کا ارادہ رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ کسی کلیسیا کی خدمت کروں اور اُسی سے تنخواہ لوں۔

بعض دیہاتی ایلڈروں نے اس امر پر کہ ہماری آمدنی کا کونسا حصہ خداوند کا ہے۔ بڑے اشتیاق اور گرمجوشی سے بحث کی۔ عام طور پر یہی سوال پوچھا جاتا تھا کہ کیا میں خداوند کے کام کے لئے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ دوں۔

کلیسیائی ہادیوں میں سے ایک نے یہ بھی خیال ظاہر کیا کہ بعض اشخاص کو خداوند کی خدمت کے لئے دسویں حصہ سے بھی زیادہ دینا چاہئے۔ آخری جلسہ میں عنقریب سو مختاری کے عہد کے کارڈ اُن لوگوں کو دیئے گئے جو اپنی خدمتوں اور آمدنیوں کا ایک خاص حصہ خداوند کی خدمت کے لئے وقف کرنا چاہتے تھے۔

لدھیانہ چرچ کونسل کی کانفرنسوں میں تمام کلیسیاؤں کے پاسبان حاضر تھے اور تمام اجلاس میں موجود رہے۔ ان تمام میں ایک روز سبت کا بھی شامل تھا علاوہ پاسبانوں کے بہت سے ایلڈر بھی موجود تھے۔ تین مدرسوں نے متعدد نمائندے بھیجے۔ کانفرنسوں میں اسقدر لوگ حصہ لیتے تھے کہ بعض اوقات عملی اور نتیجہ خیز بحث ناممکن ہو جاتی تھی۔ باوجود اس کے بہت سے مفید اور عملی سوالات پوچھے گئے۔ جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ سوال پوچھنے والے ڈاکٹر صاحب کی تقریریں کو غور سے سنتے رہے ہیں۔ آخری جلسہ میں عنقریب تین سو مختاری کے عہد کے کارڈ تقسیم کئے گئے۔

کئی ایک پاسبانوں نے مختاری کے متعلق کتابچے اور رسالے خریدے تاکہ اپنی اپنی کلیسیاؤں میں مختاری کی جماعتیں شروع کریں۔ ایک ایلڈر نے مختار کا

کہ اُن خاکوں اور نقشوں کی جو ڈاکٹر صاحب اپنی تقریروں میں پیش کیا کرتے تھے نقلیں حاصل کیں تاکہ وہ اپنی کلیسیا میں ان کانفرنسوں کی پوری رپورٹ سنا سکے۔

کانفرنس کے بعد لدھیانہ چرچ کونسل کا خزاں کا جلسہ منعقد ہوا جس میں پریسبٹری کی طرف سے ایک تخمینا آمدنی وخرچ تیار کیا گیا۔ اور ایوری چرچ کینوس کا انتظام کیا گیا۔ اس تخمینا میں جو مبلغ ۶۶۵۰ روپیہ کا ہے عنقریب وہ تمام روپیہ جو پریسبٹری کی مختلف کلیسیائیں اپنے مقامی اخراجات کے علاوہ دیگر خدمات کے لئے دیتی ہیں شامل ہے۔ اس روپیہ کی فراہمی میں تمام کلیسیاؤں نے مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اس روپیہ کا کثیر حصہ [illegible] ہوم مشن کے کام کے لئے صرف ہوتا ہے۔

لاہور چرچ کونسل کی کانفرنسوں کے خاتمہ پر انکی طرف سے ایک کمیٹی مقرر کی گئی کہ وہ انکی کلیسیاؤں کے موجودہ چندوں اور خیرات کی دیکھ بھال کریں۔ تین دیہاتی پاسبانوں نے ارادہ ظاہر کیا کہ وہ اپنی مختلف جماعتوں میں اس سبت سے دورہ کرینگے کہ وہاں انہیں ان کانفرنسوں کے متعلق کچھ بتائیں اور وہ پیغام جو انہوں نے سُنے ہیں اپنے دیہاتی مسیحیوں کو بھی سُنائیں۔ کئی ایک پاسبانوں نے مختاری کے عہد کے کارڈ لئے تاکہ وہ اپنی اپنی کلیسیاؤں میں پیش کر سکیں۔ امید کی جاتی ہے کہ مختاری کے عہد کی کئی ایک جماعتیں قائم کیجائینگی۔ سیکرٹری مختاری ان جماعتوں کے قائم کرنے کی کوشش نہ کریگا۔ کیونکہ یہ کام ہر ایک پاسبان کو خود ہی انجام دینا پڑیگا۔

آخری تقریر "میری کلیسیا" میں ڈاکٹر صاحب اس اعلیٰ اور جلالی کلیسیا کی تصویر کھینچتے تھے۔ جیسے مسیح پولس سے خطاب کرتا ہوا اسے اپنی کلیسیا کہتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر ایک کلیسیا اسی نمونہ پر تیار کی جائے۔ بہت لوگوں نے مختاری کے عہد کے کارڈوں پر دستخط کرنے کے ذریعہ اپنے آپ کو اسکی خدمت کے لئے از سر نو پیش کیا اور وعدہ کیا کہ ہم اپنی آمدنی اور خدمت کا ایک خاص حصہ اسکی بادشاہت کی توسیع کے لئے وقف کرینگے۔

سکاٹ پریسبٹیرین پریسبٹری اور یونائٹڈ پریسبٹری بھی سیالکوٹ میں جمع ہوئیں تاکہ ڈاکٹر اسکاہی صاحب کے

قدموں پر بیٹھکر مختاری کا مضمون سیکھیں۔ یہ بات لفظی طور پر صحیح ہے۔ کہ تمام حاضرین فرش پر بیٹھے تھے۔

متعدد دیہاتی ایلڈر اپنے پاسبانوں اور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹوں کے ہمراہ دور اور نزدیک کے دیہات سے آئے ہوئے تھے۔ اور سب کے سب اُس جگہ جہاں سیالکوٹ کنونشن منعقد ہوتا ہے جمع ہوا کرتے تھے۔ یقیناً اس قسم کا اجتماع اُسوقت پر دلالت کرتا ہے جب ہندوستان میں مسیح کی ایک متحدہ کلیسیا قائم ہوگی۔

دیہات سے چار سو سے زیادہ اشخاص آئے تھے۔ جن میں سے بہت سے سیلف سپورٹنگ کلیسیاؤں کے ایلڈر تھے اور بہت سے پاسبان تھے جو سیلف سپورٹ کلیسیاؤں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ سب کے سب اُسی شوق و ذوق سے اس کانفرنس میں آئے تھے جو انہیں مختلف میلوں میں لیجانے میں محرک ثابت ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنا سفر خرچ خود ادا کیا تھا اپنے پیسے سے روٹی مول لیتے تھے اور فرش پر سونا قبول کرتے تھے۔ اور میلے والوں کی طرح ہر قسم کی صعوبتوں کی برداشت کرتے تھے۔ وہ مختاری کا مضمون سیکھنے آئے تھے۔ اور وہ اس میں کامیاب ہوئے۔

کانفرنس میں سیلف سپورٹنگ کلیسیاؤں کے ۲۳ پاسبان اور اتنے ہی ایلڈر موجود تھے۔ ان میں دس پاسبان اور ایلڈر دہ یکی دینے والے تھے آخری روز ان پاسبانوں اور ایلڈروں میں سے پچاس نے مختاری کے عہد کے کارڈوں کی درخواست کی جو انہیں دیئے گئے۔ تاکہ وہ ان پر دستخط کر کے اپنے اپنے پاسبانوں کے سپرد کر دیں۔

اور جگہوں کی طرح اس جگہ بھی کلیسیائی ہادیوں نے اُس ذمہ واری کو جو خداوند کے مختار ہونے کی حیثیت میں ان پر عائد ہوتی ہے۔ بڑے شوق سے قبول کیا اور وعدہ کیا کہ ہم اور بھی زیادہ محنت اور سرگرمی سے اپنے مالک کی خدمت کرینگے۔

ڈاکٹر کاہی صاحب نے اپنی کانفرنس میں اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کی۔ کہ تمام چیزوں کا

حقیقی مالک خدا ہے۔ اور کہ ہم خدا کے مختار ہیں اور کہ خدا ہم سے ہماری خدمت اور روپیہ پیسہ کی جواب طلبی کرتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے مختاری کے وسیع معنی بیان کرنے سے ہر جگہ اپنے سامعین کی دلچسپی اور ہمدردی کو حاصل کیا اور کلیسیائی ہادیوں کو ترغیب دلائی کہ وہ اُستادانہ طور پر اپنی مشکلات کے متعلق اُن سے بات چیت کریں۔

ہمیں یہ دیکھکر حیرت اور بڑی خوشی ہوئی کہ کلیسیائی ہادیوں نے ارادہ ظاہر کیا کہ وہ آگے کو اپنی کلیسیائی خدمات کو اعلےٰ اور وسیع پیمانے پر انجام دینگے۔

بہت سے پاسبانوں نے صدق دل سے اس بات کا اقرار کیا کہ اُن کی کلیسیاؤں نے اب تک کچھ نہیں دیا اور اُنہوں نے خواہش ظاہر کی کہ اپنی کلیسیاؤں میں تخمیناً آمدنی اور خرچ تیار کیا کرینگے۔ اور ایسے پروگرام تیار کرینگے۔ کہ جن سے اُن کی کلیسیائیں خوب ترقی کریں۔ ان پروگراموں میں روحانی اور مالی ہر دو ترقیاں ملحوظ ہونگی۔ تاکہ کلیسیا ہر پہلو سے بہتر ہوتی جائے +

اشتہار

۲۶/۱

ڈاکٹر ایم۔ کے ڈیمس صاحب ایل۔ ڈی۔ ایس۔ سی ڈینٹل سرجن لیٹ ڈینٹل سرجن ٹو۔ ہز ایکسیلینسی دی گورنر آف بمبئی۔ ماہر فن دندان سازی وایلیکٹرو ویسٹی پایوریا ٹریٹمینٹ کے سپیشلسٹ ہیں اور مسیحیوں سے خاص رعایت کیجاتی ہے۔ جن اصحاب کو انکی خدمات کی ضرورت ہو کشمیری دروازہ دہلی کے پتہ پر تشریف لائیں لیکن تشریف لانے سے پہلے بذریعہ خط و کتابت اپنا وقت ضرور مقرر کرالیں۔

اطلاع

کاتب کی غلطی سے نورافشاں کے سرورق پر منیجر صاحب کا نام ای۔ ایم۔ وائیل لکھا گیا۔ ناظرین ایچ۔ ای۔ وائیل صاحب پڑھیں۔ (ایڈیٹر)

اشتہار کتب

اودھا بندرہ۔ پنجابی زبان کا ایک نیا تعلیمی ڈرامہ جو دیہاتی مسیحیوں میں بیحد مقبول ہو چکا ہے صفحہ ۳۵ ۔/۴

مطلعِ نور۔ بنگال کی ایک عورت مساۃ بستو کی دلچسپ کہانی جو عورتوں اور لڑکیوں کے مطالعہ کے لائق ہے۔ صفحہ ۱۲۴ ۔/۳

محبت الٰہی۔ پادری ڈابلی صاحب مرحوم کی کتاب جس میں گنہگار نسل انسانی کی نجات کی الٰہی تدبیر کا بیان ہے صفحہ ۵۲ ۔/۲

مسیحی کلیسیا میں پیشوائی کا اصول پیشوائی کے اصول کی تشریح و ثبوت صفحہ ۲۲ ۳ پائی۔

معذرت نامہ سقراط۔ پادری پال کیول سنگھ صاحب مرحوم کی علمی یادگار جو یونانی علم ادب کے سلسلہ کی مشہور کتاب کا یونانی سے براہ راست اُردو ترجمہ ہے۔ سقراط کی معذرت دنیا بھر کے علمی شاہکاروں کی سرتاج ہے۔ صفحہ ۹۷ ۔/۱۰

مسیح سرائی کی نسبت گفتگو میتھیوز صاحب کے خاندان میں خُدا کی حمد کی نسبت بات چیت کی کیفیت جو پادری ڈبلیو۔ ڈی۔ رالسٹن صاحب کی انگریزی کتاب سے اُردو میں ترجمہ کیگئی۔ صفحہ ۱۵۲ ۔/۲

مضامین کتاب مقدس۔ یہ کتاب کیا ہے۔ مطالعہ بائبل کی رہبر اور مضامین بائبل کی کلید ہے۔ ہر مضمون کے تمام حوالے ایک جگہ درج کر دیئے ہیں۔ اور اس طرح تمام مضامین کو بہ ترتیب حروف تہجی مرتب کر کے ایک ایسی جامع لغت تیار کر دی ہے کہ آپ فوراً جو مضمون چاہیں نکال لیں اور اُس کے سب حوالے ایک ہی جگہ دیکھ لیں واعظوں۔ نامہ نگاروں اور مصنفوں کے لئے ضروری کتاب ہے بلا جلد عہ سنہری عہ/۱۲ کپڑا ۔/۶

موسیٰ کی حکایت با تصویر۔ اصل ارمانی ہے پائی

مسیح کے خاص دوست ۔ صفحہ ۱۴۴ ۔ اصل ارمانی ہے/۴

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خاتون اُسکی مدد کرتی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے۔ متفرق اخراجات عہ/ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اسکے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فیصدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو کشا عہ سے مالے تک اور کرد و نول عہ سے عہ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول خواہ سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

مجرّب علاج

۱۳/۴

دمہ کا تسیر طبیہ علاج۔ دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا نئی طبیہ دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ/

بخار کی حکمی دوا۔ اسکے استعمال سے روزانہ شیرہ۔ چوتھیہ بخار۔ پہلے ہی دن رک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲/

تاپ تلی یا طحال کی لاثانی گولیاں۔ ان گولیوں کے استعمال سے چند ہی دنوں میں طحال اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے نہایت مجرب گولیاں ہیں قیمت عہ/۔ ملنے کا پتہ:۔

ڈاکٹر ای۔ این اوبیڈ ایہ خورجہ ضلع بلند شہر